سوال

(123) زکوۃ کا مال تبلیغ اسلام پر خرچ ہوسکتا ہے۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا زکوۃ کا مال تبلیغ اسلام پر خرچ ہوسکتا ہے؟

حضرت حافظ صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتۂ حسب ذیل سوالات کا مفصل جواب مطلوب ہے۔
نمبر ۱ : آج کل اشاعت اسلام کا ایک طریقہ تبلیغی جلسے بھی ہیں، ان میں دیگر انتظامات کے علاوہ جو علمائے کرام مدعو ہوتے ہیں، ان کو سفر خرچ وغیرہ بھی دیا جاتا ہے۔
نمبر ۲ : اسلامی مدارس میں خرید کتب و دیگر سامان
نمبر ۳ : دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی امداد بذریعہ کتب وخوراک وغیرہ۔
نمبر ۴ : جو انجمن مدارس دینیہ کے ذریعے اسلامی تعلیم و تبلیغ کا انتظام کرتی ہو۔
کیا ان مقامات پر زکوۃ صرف ہوسکتی ہے، قرآن مجید میں مصارف زکوۃ کے بیان میں فی سبیل اللہ کا لفظ آیا ہے، کیا مذکورہ بالا شقیں اس میں شامل ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط : بعض کہتے ہیں ''فی سبیل اللہ'' کا لفظ عام ہے، کوئی کار خیر ہو اس میں خرچ کرسکتے ہیں، تفسیر فتح البیان جلد ۴ ص ۴۲۴ میں ہے :
((وقیل ان اللفظ عام فلا یجوز قصرہ علی نوع خاص ویدخل فیہ جمیع وجوہ الخیر من تکفین الموتی وبناء الجسود والحصون وعمارۃ المساجد وغیر ذالک والاول ۔ ولی لاجماع الجمہور علیہ))
''یعنی کہا گیا ہے کہ فی سبیل اللہ کا لفظ عام ہے، اس کو ایک قسم پر بند کرنا جائز نہیں، اور اس میں تمام کار خیر داخل ہیں، جیسے مردوں کو کفن دینا، پل بنانا، قلعے اور مسجدیں تعمیر کرنا وغیرہ اور پہلی صورت (جہاد مع حج مراد ہونا بہتر ہے) کیوں کہ اس پر جمہور کا اجماع ہے۔''
تفسیر خازن جلد ۲ ص ۲۵۴ میں ہے :
((وقال بعضھم ان اللفظ عام فلا یجوز قصرہ علی الغزاۃ فقط ولھذا اجاز بعض الفقہاء صرف سھم سبیل اللہ الی جمیع وجوہ الخیر من تکفین الموتی وبناء الجسور والحصون وعمارۃ المساجد وغیرہ ذالک قال لان قولہ وفی سبیل اللہ عام فی الکل فلا یختص بصنف دون غیرہ والقول الاول ھو الصحیح لاجماع الجمور علیہ))
''یعنی بعض نے کہا ہے کہ لفظ عام ہے، پس اس کو نمازیوں پر بند کرنا جائز نہیں، اس لیے بعض فقہاء نے سبیل اللہ کا حصہ ہر کار خیر میں صرف کرنا جائز قرار دیا ہے، مثلاً مردوں کو کفن دینا، پل بنانا، قلعے اور مسجدیں تعمیر کرنا وغیرہ۔ انہوں نے یعنی بعض فقہاء (نے) کہا ہے کہ فی سبیل اللہ کا لفظ عام ہے، ایک قسم کے ساتھ بند نہیں ہوگا، اور پہلا قول صحیح ہے،

کیونکہ اس پر جمہور کا اجماع ہے۔''

تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۴۶۴ میں ہے :

((واعلم ان ظاھر اللفظ فی قولہ وفی سبیل اللہ لایوجب القصر علی کل الغزاۃ فلھذا المعنی نقل القفال فی تفسیرہ عن بعض الفقھاء وانھم اجازوا صرف الصدقات الی جمیع وجوہ الخیر من تکفین الموتی وبناء الحصون وعمارۃ المساجد لان قولہ وفی سبیل اللہ عام))

''یعنی اس بات کو جان لے کہ لفظ فی سبیل اللہ کا ظاہر عام ہے، غازیوں پر بند کرنے والوں کو واجب نہیں کرتا، اسی وجہ سے قفال نے اپنی تفسیر میں بعض فقہاء سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے تمام امور خیر میں صدقات کا صرف کرنا جائز رکھا ہے، جیسے مردوں کو کفنانا، قلعے اور مسجدیں تعمیر کرنا۔''

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ لفظ فی سبیل اللہ عام ہے، اور یہ معلوم ہوا کہ بعض فقہاء اس طرف گئے ہیں، اگر اس پر کوئی عمل کرے، تو اس پر اعتراض تو نہیں ہو سکتا، مگر چونکہ زکوۃ فرضی صدقہ ہے، اس کو ایسی طرز پر ادا نہیں کرنا چاہیے، کہ جس میں تردد ہے۔

دیکھئے نماز میں جب شک ہو جاتا ہے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو حکم ہے کہ ایک اور رکعت پڑھے، تاکہ شک نکل جائے، پس زکوۃ بھی قرآن میں نماز کے ساتھ ذکر ہوئی ہے، اس لیے اس میں احتیاط ہونی چاہیے، پس بہتر ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد لیا جائے، یا حج عمرہ کیونکہ جہاد تو بالاتفاق مراد ہے، اور حج عمرہ حدیث نے داخل کر دیا۔ باقی کے داخل ہونے میں شبہ ہے، لفظ اگرچہ عام ہے، مگر جیسا عام ہے، ویسا رکھا جائے، تو پھر فقراء ومساکین وغیرہ کے ذکر کی ضرورت نہیں رہتی، حالانکہ اس آیت میں فقراء ومساکین وغیرہ کا الگ ذکر کیا ہے، اس لیے ظاہر یہی ہے کہ اس سے مراد خاص ہے، اور خاص بغیر دلیل کے مراد نہیں ہو سکتا، اور دلیل تو آیت ہے، یا اتفاق مفسرین ہے، جیسا کہ جہاد کے مراد ہونے پر اتفاق ہے، یا حدیث اور تفسیر صحابہ رضی اللہ عنہم ہے، جیس حج عمرہ مراد ہونے پر ہے، باقی کی بابت کوئی دلیل نہیں، اور جہاد جیسا تلوار سے ہوتا ہے، ویسا ہی زبان سے بھی ہوتا ہے، حدیث میں ہے :

((فمن جاھدھم بیدہ فھو مومن ومن جاھدھم بلسانہ فھو مومن ومن جاھدھم بقلبہ فھو بمومن ولیس وراء ذلک حبۃ خردل من الایمان رواہ مسلم)) (مشکوۃ ص ۲۹)

''یعنی جو ہاتھ سے ان کے ساتھ جہاد کرے وہ مومن ہے، اور جو زبان سے ان کے ساتھ جہاد کرے وہ مومن ہے، اور جو دل سے ان کے ساتھ جہاد کرے وہ مومن ہے، اور اس کے ورے رائی برابر بھی ایمان نہیں۔''

پس اس مناظرے اور اشاعت اسلام پر خرچ کرنا داخل ہو گیا، لیکن اس میں تھوڑی سی تفصیل ہے، اور وہ یہ کہ ایسی اشیاء پر صرف نہ کرے جو وقف ہو جیسے مدرسے کی عمارت خرید کتب وغیرہ چونکہ اس سے پھر وہی صورت پیدا ہو جائے گی، جس میں اختلاف ہے، جیسے مسجدوں اور قلعوں کی تعمیر کرنا حالانکہ قلعے دشمن سے جنگ کرنے کے لیے اور اس سے حفاظت کرنے کے لیے بنائے جاتے ہیں، اور مسجدیں نماز اور تعلیم و تعلم کے لیے خاص ہوتی ہے، خاص کر قرآن و حدیث کا پڑھنا پڑھانا عین اشاعت اسلام ہے، مگر پھر بھی جمہور اور مفسرین اس کے خلاف ہیں، اس لیے زکوٰۃ کا مال مدارس کی بنا پر اور خرید کتب وغیرہ پر صرف ہونے میں ذرا شبہ ہے، اس میں احتیاط چاہیے۔ ہاں زکوۃ کی مد سے طلباء کی خوراک کا انتظام ہو، یا ویسے ہی ان کی امداد کی جائے، وہ اسے کتب خریدیں یا کسی اور ضرورت میں خرچ کریں، تو بہت اچھا ہے، اسی طرح مدرسین کی تنخواہیں اور مناظرین اور مبلغین کا سفر کرایہ اور دیگر ضروری اخراجات جیسے لاؤڈ سپیکر کا کرایہ، اور مبلغین کا سفر خرچ اور زائد خدمت زکوۃ سے ادا ہو سکتے ہیں۔

سائبانوں کا کرایہ اور جلسہ گاہ کے دیگر اخراجات زکوہ سے ادا نہیں ہو سکتے، کیونکہ یہ اوقات کے حکم میں ہیں، اس سے غریب اور امیر فائدہ اٹھاتے ہیں، اور لاؤڈ سپیکر کا کرایہ چونکہ مبلغین کی آواز میں شامل ہے، اس بناء پر در حقیقت یہ مبلغ کی آواز ہے، جو وعظ میں شامل ہے، اس کا کرایہ زکوۃ سے ہو سکتا ہے، لیکن لاؤڈ سپیکر زکوۃ کی مد سے خرید کر وقف نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس میں عام استعمال کی گنجائش ہے، اور جھنڈیاں وغیرہ بھی ایک زائد خرچ ہے، یہ بھی زکوۃ کی مد سے نہ ہونا چاہیے، اور مبلغین کا کھانا زکوۃ کی مد سے ہو سکتا ہے، لیکن اگر غنی ہو تو اس کو بچنا بہتر ہے، کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اس طرف گئے ہیں، کہ جنگ میں وہی شخص زکوۃ لے سکتا ہے، جس کے پاس خرچ نہ ہو، پس جنگ میں غنی کی بابت اختلاف ہوا، تو تعلیم و تعلم کا معاملہ تو اس سے بہت نازک ہے، کیونکہ فی سبیل اللہ سے اصل مراد تو جنگ ہے، اور حدیث کی تصریح نے حج عمرہ کو بھی اس میں داخل کر دیا ہے۔ اور تعلیم و تعلم مناظرہ وغیرہ کی بابت تصریح نہیں آئی۔ صرف ایک رقم جہاد ہونے کی وجہ سے داخل کیا گیا ہے، اس لیے اس میں احتیاط برتنا چاہیے، اور غنی کو پرہیز رکھنا چاہیے، اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے :

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ (الآیۃ)

اس آیت سے پہلے صدقات کا ذکر ہے، پھر فرمایا : یہ صدقات ان فقیروں کے لیے ہیں، جو اللہ کے راستے میں بند ہیں، زمین میں سفر نہیں کر سکتے، کیوں کہ سفر کرنے سے دین کا کام

بند ہو جاتا ہے۔

نوٹ... یہ جتنے اخراجات ہیں، ایک بیت المال کی صورت میں ہونے چاہیں، جو مقامی لوگوں کی قید سے آزاد ہو، کیونکہ اگر زکوٰۃ دینے والے خود ہی ان کاموں میں زکوٰۃ صرف کریں تو ایسا ہو جائے گا، جیسے لوگ خود اپنے بچے پڑھانے کے لیے زکوٰۃ کی مد سے تنخواہ دار معلم رکھ کر بچے پڑھائیں، اگرچہ ان میں غریبوں کے بچے ہی پڑھتے ہوں، یا دوسری جگہ کے بچے آجاتے ہوں، لیکن اول نمبر مقامی لوگ اٹھاتے ہیں، اس لیے زکوٰۃ کی ادائیگی میں شبہ رہتا ہے، بہتر صورت یہی ہے کہ زکوٰۃ مرکز میں بھیجیں، اور مرکز سب انتظامات کرے۔ (عبد اللہ امرتسری روپڑی) (تنظیم اہل حدیث لاہور ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۳ ئ۔ جلد نمبر ۱۶ شمارہ نمبر ۱۶)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاوی علمائے حدیث]

جلد 7 ص 247-151

محدث فتویٰ